

اہل اسلام کیلئے فکر و عمل

پیر طریقت صاحبزادہ ابو الطاہر محمد تقی رضا علیہ کے چہلم کے موقع پر
غوثِ زمان حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی دامت برکاتہم اعلیٰ کا
پر حکمت اور بصیرت آفرین مقالہ



صفہ فاؤنڈیشن

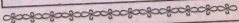


جملہ حقوق محفوظ ہیں

عام کتاب	اعلیٰ سلطنت پاکستان
مصنف	حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی راسخونہ صاحب
زیر سرچشی	محدثیات قادری
باہتمام	ریاض قدیر قادری، انور عثمان قادری
سلسلہ اشاعت	47	
ناشر	مکتبہ دارالعلوم
تعداد	1100	
قیمت	دعائے خیر بکس جملہ معاونین

طبع

مصطفیٰ انٹرنیشنل مدینہ مارکیٹ دہلی چوک صدر بازار لاہور کینٹ فون: 042-6664563
 مصطفیٰ انٹرنیشنل اسماعیل سنٹر 109 چتر گپتی روڈ اردو بازار لاہور فون: 0300-4270965





پیش لفظ

یہ انتہائی قیمتی مقالہ جسے صفہ فاؤنڈیشن نے افادۂ عام کے لیے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے دراصل غوث دہاں حضرت خواجہ قاضی محمد صادق نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ (گنبد شریف - کوئی آزاد کشمیر) کا وہ تعزیتی پیغام ہے جو انہوں نے اپنے لڑنے والے حکمران اور قاتل قدر علیہ حضرت خواجہ طریقت الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جہلم کے موقع کے لیے تحریر فرمایا اور آپ کے صوبہ ارشاد اسے عزت مآب استاذ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی محمد عظیم الدین نقشبندی نے جہلم کے حاضرین کے سامنے پڑھا ہے مابہر بھی اس مجلس میں موجود تھا۔

جب یہ مقالہ شریف پڑھا جا رہا تھا تو حاضرین کے انتہاک کا عالم دیدنی تھا خواص و عام یکساں طور پر اپنے اپنے احوال و ظروف کے مطابق اس مقالہ شریف کے ایک ایک جملے سے مستفیض ہو رہے تھے کئی علماء کرام پر رقت طاری تھی جس طرح اولیاء مقام کی مجتہدیں کیا اثر ہوتی ہیں اسی طرح حضرت دلاشان کی دُکِ قلم سے لکھا ہوا ایک ایک جملہ اور ایک ایک سطر بلا کی اثر انگیزی کا حامل تھی۔

صاحب مقالہ حضرت دلاشان کی ذات ستورہ صفات کے بارے میں یہ ناچیز کیا تحریر کر سکتا ہے ایک تو اپنی کم مائیگی اور کوتاہی کا احساس غالب ہے دوسرا یہ بات بھی پیش نظر ہے کہ حضرت قبلہ صاحب دلائل کو بے حد ناپسند فرماتے ہیں اور یہ ناچیز حضرت قبلہ کی ہدایت کا تحمل نہیں کر سکتا۔

اس دیگر ریاضت کوہ استقامت، تربیان حق و صداقت، سراپا دامت و رافت

اور تاجدار ولایت کے حضور بعد ادب و نیاز چند حروف سپاس محض قصیدے نصرت کی نیت سے پیش کر رہا ہوں کیونکہ آپ کا وجود مسعود پوری امت مسلمہ کے لیے بلاشبہ ایک نصرت غیر مرتبہ ہے آپ نے کوئی شریف آزاد کشمیر میں اتنی کمزرت سے مساجد تعمیر کروائی ہیں کہ تادم نگاہ عالیہ شان مساجد کے نقش گنبد اور بیڑی نظر آتے ہیں اگر کوئی بے لاک تجزیہ کرے تو اسے کہنا پڑے گا کہ مساجد کا شہر استنبول نہیں بلکہ کوئی شریف ہے کوئی شریف کے علاوہ بھی آپ نے ہمارے آزاد کشمیر میں درجنوں مساجد تعمیر کروائی ہیں جن کے انتظام و انصرام کی نگرانی آپ یہ نفس نہیں فرماتے ہیں اس جہان سالی میں بھی اپنی عظیم روحانی خلفاء کے جمیع امور کی نگرانی بھی آپ خود فرماتے ہیں۔ نگہار شریف کوئی میں واقع جامع الفردوسی جہاں پر یہ مرد درویش جلوہ افروز ہے دراصل انبیائے اسلام اور اصلاح حقاہک و اعمال کی خاموش تحریک کے مراکز ہیں جہاں سے ہر کوئی اپنے احوال کے مطابق خیرات حاصل کر رہا ہے۔

آپ کی عبادت و ریاضت زہد و درس تقویٰ و طہارت اور روحانی مقامات و احوال کے بارے میں مجھ جیسا رویہ اور روحانیت سے نااہل شخص کچھ عرض کرنے سے معذور ہے بقول شاعر مشرق بس اتنا عرض کرنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ ۔

نہ تخت و تاج میں نے فکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے
حلاش اس کی فضاؤں میں کر نصیب اپنا
جہاں تازہ مری آہ صبحکام میں ہے
میرے کرد کو نصیحت کچھ کہ ہادہ ناب
نہ دوسے میں ہے باقی ناخلفاء میں ہے

در نظر مقال کے پہلے حصے میں حضرت قبلہ نے حضرت خواجہ محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ کے جو حضرت صاحبزادہ الامام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی اور قبلہ عالم حضرت خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے اعظم خلفاء میں سے تھے اپنے عظیم خانوار کے ساتھ صد سالہ تعلق پر روشنی ڈالی ہے ان کے روحانی مقامات اور تصرفات کا تذکرہ فرمایا ہے دوسرے حصے میں موت کی حقیقت کے بارے میں بصیرت افروز اور حیرانہ کھنگو

فرمائی ہے اور اسی تسلسل میں حضرت ابو الطاہر محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان کو سلسلہ کے کام کو آگے بڑھانے کے لیے نہایت قیمتی نصائح کا بیان ہے آخری حصہ میں حضرت قبلہ نے سلوک نقشبندیہ پر ہمدانیہ کا خلاصہ اس خوبصورتی سے بیان فرمایا ہے کہ کون سے میں دریا بند کر دیا ہے مقالے کا یہ حصہ اس قدر جامع و وسیع ہے کہ ہمارے برابر مکرم محقق عصر حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری زیر ہمدانی نے اس پر حاشیہ تحریر کرنے کا عزم ظاہر کیا تھا جو یقیناً حضرت قبلہ کی اجازت پر مختصر ہوگا جس مجلس میں یہ مقالہ پڑھا گیا اس میں حضرت مفتی صاحب بھی حسن اتفاق سے موجود تھے مقالہ سننے کے بعد انہوں نے بے اختیار اور برملا کہا کہ حضرت قبلہ نے مقالہ کے حوالے سے میری ساری عمر کے حاصل مطالعہ کی چند جملوں میں تصویب فرمادی ہے انہوں نے یہ بھی کہا کہ مقالے کی سماعت کے دوران کئی مقامات پر یہ گمان گزرتا تھا کہ جیسے حضرت قبلہ نے یہ جملے صرف میرے لیے تحریر فرمائے ہیں اور یہاں ان کا مخاطب صرف میں ہی ہوں۔

آخر میں صفہ فاؤنڈیشن کو اس انتہائی دقیق مقالہ کی اشاعت پر بڑے تحریک پیش کرتا ہوں صفہ فاؤنڈیشن کے بانی چیئرمین برابر محترم علامہ عمر حیات قادری محترم ریاض قدر قادری محترم محمد عثمان قادری اور ان کے جملہ رفقاء فاؤنڈیشن کی خدمات اور کارکردگی کے حوالے سے ہمیشہ حضرت قبلہ کی دعاؤں کے حتمی رہتے ہیں حتیٰ کہ فاؤنڈیشن کے قیام سے قبل بھی انہوں نے حضرت قبلہ سے راہنمائی اور دعاؤں کی درخواست کی تھی جسے حضرت قبلہ نے مقبول فرمایا اور بعد میں فاؤنڈیشن کے کام کو بھی پسند فرمایا۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت حضرت قبلہ کا سایہ چادر ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور ایک عالم ان کی توجہات اور فیوضات سے متبع ہو (آمین) بھاء سید المرسلین ﷺ

اولیٰ ہمارے

محمد غلیل الرحمان قادری

لاہور۔ پاکستان

بجرات ۱۸ بخاری الثانی ۱۳۳۵ھ



آج صاحبزادہ ابو طاہر محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کی تقریب ہے۔ صاحبزادگان، متوسلین اور عقیدت مند حضرات اس اجتماع میں موجود ہیں۔

بعداً عاجز اس تقریب کی مناسبت سے اپنے خیالات اور جذبات کے ذریعے شریک ہو رہا ہے۔ اس خاندان کا آستانہ عالیہ چچیاں شریف سے کم و بیش ایک صدی سے تعلق قائم ہے۔ خواجہ محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے اعظم خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا وطن ریاست جموں و کشمیر میں کوٹلی کا لابن تھا جو اب مقبوضہ کشمیر میں ہے۔ آپ فوجی اور سول ملازمت سے وابستہ رہے مگر اپنی استعداد اور قدسی شہود کو ضائع نہ کیا اور نورِ فطرت اور نورانی استعداد ان کے دنیاوی مشاغل سے ماعد نہ پڑی اور حقیقت حق کے حلاشی رہے۔ روحانی آستانوں سے رابطہ رہا مگر ارادۂ عقلی آپ کو ایک احناف کے ذریعے سے دوبار عالیہ چچیاں شریف لے آیا۔ مرحومہ کامل نے آپ کو جمہور قاتل جان کر اپنی توجہ کا مرکز بنایا اور استعداد کے مطابق تربیت کی شیخ کامل کی نظر دوا اور بات شفاء ہوتی ہے۔ آپ نے بھی کامل سپردگی کا مظاہرہ کیا۔ شیخ کی توجہ سے ہوا و ہوس اور معبودانِ باطل سے نجات حاصل کی اور طالبوں کو اللہ اللہ سکھانے کی اجازت پائی۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ مرحومہ دستور کے مطابق کسی کو تحریری اجازت نامہ عطا نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ جن حضرات کو تزکیہ اور تصفیہ حاصل ہو جاتا تھا انہیں اجازت مرحمت فرماتے تھے۔

تصوف اخلاقی اور روحانی تفسیر کے پروگرام کا نام ہے جس میں سب سے پہلے اپنے اخلاق کو سنوارنے کا کام کیا جاتا ہے پھر دوسروں کے اخلاق کی درنگی پر توجہ دی جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا

”میں ان لوگوں کو پچھاتا ہوں جو نہ نبی ہیں نہ شہید لیکن قیامت میں ان کے مرتبے کی بلندی پر انبیاء علیہم السلام اور شہید بھی رشک کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا سے محبت ہے اور جن سے خدا پیار کرتا ہے وہ ابھی باقی بتاتے ہیں اور مدی باتوں سے روکتے ہیں۔“

حضرت خواجہ محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل تھے۔ مرید کمال کے لیے بقدر ضرورت شریعت کے علوم سے واقف ہونا ضروری ہے اور یہ واقفیت محبت علماء اور صوفیاء سے حاصل ہوتی ہے تاکہ اپنے اعمال اور عقائد کو صحیح رکھ سکیں اور طالبین کے عقائد کی بھی حفاظت کر سکیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ خود بڑے فلسفی تھے۔ عرصہ تک تصوف کا انکار کرتے رہے لیکن جب وہ اس سے واقف ہوئے تو ان پر حالات متکشف ہوئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

”میں نے حضرات صوفیاء کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ جن میں حضرت ابو طالب مکی، حضرت حارث محاسبی، حضرت جنید بغدادی، حضرت ثعلبی اور حضرت خواجہ باخیزہ بستانی رحمۃ اللہ علیہم کی کتب شامل تھیں تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ طبقہ صاحب حال ہے، صاحب قال نہیں۔ لہذا اس علم پر جب تک عمل نہ کیا جائے سچے اور جھوٹے ہونے کا پتا نہیں چل سکتا۔ چنانچہ میں حضرت شیخ بوعلی فارسی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوا اور دمشق کی جامع مسجد میں ایک عرصہ تک تزکیۂ نفس اور تہذیب اخلاق اور ذکر الہی میں مشغول رہا۔ ان غلوؤں اور عزتوں میں مجھ پر بہت سے

علوم تکشف ہوئے۔ مجھے دلی طور پر یقین ہو گیا کہ یہی راستہ صحیح ہے۔
چنانچہ آپ نگار اٹھے۔

"لوگو! جس نے تصوف کا مزاج نہیں چمکا اس نے فیضانِ نبوت سے بھر
نام کے کچھ نہیں پایا جو لوگ صوفیائے کرام کی صحبت میں رہیں گے وہ نورِ ایمان
حاصل کر سکیں گے۔ یہ ایسی جماعت ہے جس کا ہم صحبت بھی محروم نہیں رہتا۔"
حضرت خواجہ محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عالمِ دین حاضر
ہوئے انہوں نے آپ کو ظاہری علم کی روشنی میں جانپنا چاہا۔ اپنی علمی غوث آڑے
آئی اور یہ کہتے ہوئے واپس ہو گئے کہ "آوی نیک ہے مگر علم سے بے بہرہ ہے۔"
رات کو خواب میں اللہ تعالیٰ نے خواجہ صاحب کے باطنی مقام اور علوم و معارف
کے مشاہدہ کا اہتمام کیا۔ بھاگے ہوئے آئے اور طوقِ غلامی گلے میں ڈال کر خود
آپ کی ہدایات پر عمل کیا اور طالبین کو راہِ ہدایت دکھاتے رہے۔

کہتے ہیں حسن و جمال کی طرح فضل و کمال بھی چھپنے والی چیز نہیں ہے۔
اس کا اثر لوگ آفرکار عموماً کر لیتے ہیں۔ خواجہ صاحب کا ادب سکھ اور دیگر غیر
مسلم بھی کیا کرتے تھے اور اپنا گرد مانا کرتے تھے۔ یہ مقام آپ کو اپنے مرشد قبلہ
عالم کی کامل متابعت اور ادب کے ذریعے حاصل ہوا۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ
نے انہیں ایک چنڈ مہارک بطور تحریک عطا کیا تھا۔ ۱۹۴۷ء میں جب مقبوضہ کشمیر سے
ہجرت کی تو اس چنڈ مہارک کو متاعِ عزیز جانتے ہوئے اپنے سر پر اٹھائے آزاد
کشمیر میں داخل ہوئے۔ گویا ان کے نزدیک عطاءئے شیخ بھی شیخ تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی، "یہ رسول اللہ ﷺ کی
مہارک قمیض ہے اس مہارک کرتے کو میرے سینے پر رکھ کر مجھے دفن کرنا شاید اس
کی برکت سے عذاب و دوزخ سے نجات پاؤں۔"

خواجه محمد اکبر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کے دونوں صاحبزادگان نے اس شمع کو روشن رکھا۔ کیونکہ وہ ان کے تربیت یافتہ تھے اور ان کے نقش قدم پر چل کر طالبین اور متوسلین کی راہنمائی کا سامان مہیا کرتے رہے۔ حضرت ابو طاہر محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ صاحب ارشاد بزرگ تھے۔ جامعہ رضویہ فیصل آباد کے فارغ التحصیل تھے۔ عالم باعمل تھے طریقت اور شریعت کے جامع تھے، آپ کا وجود سنگیوں کے لیے باعث برکت تھا۔

خواجه صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے غلاء کو تو ان دونوں حضرات نے کسی حد تک پورا کیے رکھا اور عقیدت مندوں نے ان کی ذات میں ایک مشفق مرشد کو پایا۔ کل تک لوگ حصول راہنمائی کے لیے آتے مگر آج ایصال ثواب کی محفل میں شریک ہیں۔ ہر دل ان کے فراق میں غم زدہ ہے۔ ان کی کمی محسوس کر رہا ہے مگر یہ قانون قدرت ہے کہ ہر آنے والا جانے کے لیے آتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بیٹا وقات پا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ایسی محبت سے جو اللہ کے ارادہ کے مخالف ہو۔ رضا مبر سے اعلیٰ مقام ہے اور ارفع مرتبہ ہے روحانی طور پر اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دینے کا نام رضا ہے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”دنیا مقام بندگی ہے، مولائے پاک کے فضل سے راضی ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ بندوں کو یہاں رہنے کے لیے نہیں بھیجا گیا بلکہ کام کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اگر کام کر کے گیا تو کوئی دار نہیں بلکہ وہ بادشاہ ہے۔ موت ایک ہلی ہے جو دوست کو دوست سے ملاتی ہے۔ چلے جانے پر غم و غم نہیں بلکہ جانے والے کے حال پر ہے کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں۔ استغفار اور صدق سے ان کی مدد کرنی چاہیے۔“

بیان ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ موت کے وقت کچھ محتاج تھے۔ بعض لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا ”موت سے نہیں گھبراتا، مجھے خوف ہے کہ میں ایسے راستے پر سفر کرنے والا ہوں جس کو میں نے کبھی دیکھا نہیں ہے۔ نئے لوگوں سے واسطہ پڑنے والا ہے اس وجہ سے گھبراہٹ ہے ورنہ موت معاذ اللہ کوئی بری چیز نہیں۔“

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نزع کے عالم میں فرمایا ”کتنی خوشی کا موقع ہے کل محبوب یعنی حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام سے ملاقات ہوگی۔

ان حالات کی روشنی میں ہم جب دونوں صاحبزادگان کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو مسرت ہوتی ہے کہ انہوں نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی اور آخرت کو ہی اپنی سوچ کا محور رکھا۔ خود احکام شریعت کی متابعت کی اور دوسروں کو بھی یہی تلقین کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات میں موت کو بھی شمار کیا ہے۔ دنیا دارا بعمل ہے جبکہ آخرت دارا لجزاء ہے۔ جس مزدور کو کہا جائے کہ آؤ اپنی مزدوری لے لو وہ کتنا خوش ہوگا۔ لہذا اب عقیدت مندوں کو ان کے فرمودات پر عمل کرنا چاہیے اور دعا، استغفار اور صدقات سے ان کی خدمت کرنی چاہیے۔

اب اس نظام کو چلانے کی ذمہ داری صاحبزادگان پر ہے۔ انہیں بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر عقیدت مندوں کی محرومی کو دور کرنا ہوگا اور ان کی ظاہری اور باطنی تربیت کرنا ہوگی۔ اس لیے انہیں عقائد اہل سنت و جماعت سے پوری آگہی ہونی چاہیے اور سلسلہ کے علوم و معارف سے بھی واقفیت حاصل کرنا ہوگی موجودہ دور بڑا نازک دور ہے۔ عملی کوتاہی توپے کے بغیر بھی معاف ہو سکتی ہے اور عملی ہکاڑ سے انسان دولت ایمان سے محروم نہیں ہوتا لیکن بدعقیدگی پھیلاؤ عقائد مجھ میں شکوک و شبہات پیدا کرنا، قرآن و حدیث کے نام پر سلف صالحین اور بزرگان دین

سے بددعا اور منحرف کرنا نہایت ہی برا ہے۔ اس سے ملت اسلامیہ میں فساد و فحش برپا ہوتا ہے اور اتحاد اسلامی پارہ پارہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں میں مہیوں گمراہ فرتے گھٹاؤنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ وہ سادہ لوح لوگوں کے دلوں سے اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کی عزت و عظمت ختم کر رہے ہیں ان کا پروپیگنڈہ ہے کہ یہ پاک لوگ بھی ہماری طرح بے بس بے طاقت اور معصومی درجے کے انسان ہیں۔ ان کے لیے کسی قسم کے اختیار اور تصرف کو تسلیم کرنا از روئے قرآن شرک اور بدعت ہے اور دین اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ اکثر سادہ لوح لوگ اس پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر بدعتیہ کی کاٹھار ہو جاتے ہیں۔ یہی گروہ ہیں جنہوں نے شاہِ رسالت ﷺ میں گستاخی کی۔ اس گروہ کا سرخیل ذوالنورینؒ ہے۔ جس کے بارے میں سورۃ توبہ میں آیت نازل ہوئی۔

بھاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ مالِ نبوتِ حقیم فرما رہے تھے ذوالنورینؒ نے کہا ”اے محمد ﷺ عدل کیجئے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا ”میں عدل نہ کروں گا تو کون عدل کرے گا؟“ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اجازت ہو تو اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا چھوڑ دو۔ اس کے اور بھی ہمراہی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے۔ وہ قرآن مجید پر ہمیں کے مکر ان کے طعن سے نیچے نہ اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر ٹھار سے پار ہو جاتا ہے۔“

اب نئی قیادت پر بھاری ذمہ داریاں ہیں۔ انہیں سنگیوں کو عمرہ میں سے بچانا ہوگا اور بزرگوں کی روایات کو زندہ رکھنا ہوگا۔ موقع کی مناسبت سے ضروری ہے کہ سلسلہ مبارک کے کچھ خدوخال پیش کر دیئے جائیں تاکہ شرکائے محفل ان

سے آگاہ ہو جائیں اور نئی نئی تحریکوں کے جال میں پھنسنے سے بچیں۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ جن کی بلندی شان اور علمی مرتبہ کے مخالف بھی قائل ہیں اور جن کی ذات شریعت اور طریقت کی ایسی جامع تھی کہ احکام شریعت اور اسرار و رموز طریقت جاننے میں ان کا کوئی عافی نہ تھا لکھتے ہیں:

”۷ فرقوں میں ہر فرقہ شریعت کی تابعداری کا مدعی ہے کل حزب بما لدیہم فرحون لیکن صادق مخبر علیہ السلام نے فرقہ بندی کی جو دلیل دی ہے وہ یہ ہے اللہین ہم علی ما انا علیہ و اصحابی جو اس طریق پر ہیں جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں اور وہ گردہ اہل سنت و جماعت ہی ہے۔ لہذا اہل کی خرابی اور غفلت میں مغفرت کی امید ہے لیکن اعتقادی خرابی میں مغفرت کی گنجائش نہیں۔“

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ایک سنگی کو لکھتے ہیں:

”چند ٹوٹے پھوٹے فقرے لکھے جاتے ہیں۔ نور سے سنیں۔ جو کچھ طالب کے لیے ضروری ہے اور اس کے ساتھ مکلف ہے وہ ادا کر کا بجالانا اور نواہی سے ہٹ جانا ہے اور دین کا اللہ کے لیے خالص ہونا بغیر خدا اور محبت ذاتیہ کے تصور نہیں ہے اور یہ نعمت طریق صوفیہ سے حاصل ہوتی ہے۔ طریقت کے مشہور سلاسل چار ہیں چاروں برحق ہیں نور علی نور ہیں ان کے سلوک بھی متفاوت ہیں۔ شریعت پر عمل کرنے میں یہ اعزاز تقسیم ہے کو حاصل ہے کہ وہ

۱- سنت کو لازم پکارتے ہیں، بدعت سے بچتے ہیں

۲- رخصت پر عزیمت کو ترجیح دیتے ہیں

۳- احوال اور مواجہہ کو شریعت کا تابع رکھتے ہیں

۴- ذوق و معارف کو علوم و مذہب کا خادم جانتے ہیں

۵- صوفیاء کی غلطیات پر مفرور اور مغفول نہیں ہوتے۔

۶۔ نص کو چھوڑ کر نص کی خواہش نہیں کرتے اور فتوحات مدینہ کو چھوڑ کر فتوحات مکہ کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ یہ ان کے دائمی حالات ہیں اور ماسوائے اللہ کے نقش کے ان کے باطن سے نکل رہے ہیں وغیرہ۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام احوال و مواجید ہمیں دے دیں اور ہماری حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ آراستہ نہ کریں تو سوائے غرابی کے ہم کچھ نہیں جانتے اور تمام غرابیوں کو ہم میں جمع کر دیں لیکن ہماری حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے عقائد سے نواز دیں تو پھر کچھ خوف نہیں۔“

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ نجات کا طریق یہ ہے کہ باطنی سبق کی تکرار پر حریص رہیں۔ نماز کی پابندی، زکوٰۃ کی ادائیگی، عمرات اور منہیات سے پرہیز اور مخلوق خدا پر شفقت اور نرمی نجات کا طریق ہے۔

چنانچہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے نماز پر بڑا زور دیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ ”نماز کا مرتبہ آخرت میں دیدار الہی کی طرح ہے اور دنیا میں نہایت قرب نماز میں ہے اور آخرت میں نہایت قرب دیدار الہی میں ہوگا۔“

آپ فرماتے ہیں کہ ”نوافل اور فرض کے درمیان قطرہ اور سمندر کی نسبت ہے۔ نوافل اور سنت میں بھی یہی نسبت ہے اور وہ صوفیاء جو اس کی اہمیت کو نہیں سمجھتے وہ چلے اور ریاضتیں اختیار کر کے سنتوں، فرضوں، جمعہ اور جماعت کو ترک کر دیتے ہیں۔ ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہزار چلوں سے بہتر ہے۔ البتہ آداب شرمیہ کو مد نظر رکھ کر ذکر و فکر میں مشغول ہونا بہت ہی بہتر اور ضروری ہے۔“

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ایک نامی گرامی غلیظہ شیخ عبدالواحد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ کسی عالم سے پوچھا کہ جنت میں تمام نعمتیں تو ہوں گی تاہم نماز بھی ہوگی یا نہیں؟ انہوں نے کہا جنت میں نماز کہاں ہوگی۔ وہ اعمال

صالح کی جزا کا مقام ہے۔ وہاں تکلیف شری کہاں۔ آپ نے مرد آہ کھینچی اور رونے لگے کہ بغیر نماز جنت میں ممکن کس طرح آئے گا۔

تہذیب الہدیہ میں ہے کہ حضرت محمد بن سائد رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے ۱۰۳ سال عمر پائی۔ ۴۰ سال تک تکبیر ادنیٰ کے ساتھ نماز پڑھی، ایک دن تکبیر چھوٹ گئی اس دن والدہ کا انتقال ہوا تھا۔ یہ سوچ کر کہ جماعت کی نماز کا ثواب ۲۵ گنا ملتا ہے۔ آپ نے اس نماز کو اکیلے ۲۵ بار پڑھا۔ اگلے آگئی ہاتھ کی آواز آئی ۲۵ نمازیں تو تم نے پڑھ لیں فرشتوں کی آمین کا کیا کرو گے جو انصافین پر کہتے ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ دیگر سلاسل سے اس قدر مختلف ہے کہ جہاں اس سلسلہ کی ابتدا ہوتی ہے وہاں ان سلاسل کی انتہا۔ حضرت خواجہ نقشبند نے جدید طریقہ ظاہر فرمایا۔ آپ نے متواتر بارہ روز تک دعا کی کہ اے باری تعالیٰ مجھے ایسا طریقہ مرحمت فرما جو باعث وصل ہو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور ایسا طریقہ مرحمت فرمایا جو بہت آسان اور منزل تک پہنچانے والا ہے۔

اس طریقہ میں احکام شریعت سے باہر نکلنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ شریعت کے ہر حکم کی کمال بجا آوری اور شیخ سے محبت اور عقیدت بنیادی عناصر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ توجہ تزکیہ اور تعفیہ پر ہے اور باطن کی اصلاح پر ہے۔

کشف و کرامات کے سلسلہ میں حضرت مرزا مظہر جان جانا رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واقعہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ نے ایک مرید سے ناراض ہو کر فرمایا جو کشف و کرامات کا طالب تھا کہ جو ان شعبدوں کا طلبکار ہے اسے چاہیے کہ ہماری خانقاہ سے چلا جائے۔ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ عرض گزار ہوئے کہ آپ نے ایسا ہی فرمایا ہے؟ ارشاد ہوا "ہاں" میں نے یہی کہا ہے۔ پھر فرمایا ہمارے یہاں تو بغیر نمک کے چتر کی سل چائیاں پڑتی ہیں۔ یعنی احتیاط کی پرورش

کی جاتی ہے لیکن جو کشف و کرامات کا طالب ہے وہ کسی اور جگہ چلا جائے۔ کشف و کرامات کے بارہ میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ جو کرتے ہیں حق تعالیٰ جل و علا کے لیے کرتے ہیں نہ کہ اپنے نفس کے لیے۔

جو کام اہل اللہ کی توجہ اور مدد سے ظہور پذیر ہوتا ہے وہ ظاہری اور مجازی طور پر اہل اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ فی الحقیقت سراسر اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ مقبول بندہ اس کے ظہور کا صرف ذریعہ اور واسطہ ہوتا ہے۔ جس طرح ہمارے اوقات بظاہر مرض دوا اور علاج سے دور ہوتا ہے لیکن شفا بخشی من جانب اللہ ہوتی ہے یا بارش بظاہر بادلوں سے ہوتی ہے فی الحقیقت بارش اتارنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ اہل سنت و جماعت اولیاء اللہ کو نہ خدا تصور کرتے ہیں نہ اس کا مقابل اور شریک۔ خدا تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور افعال میں قطعاً وحدہ لا شریک ہے۔ وہ انہیں اللہ کے بندے، مخلوق اور محتاج مانتے ہیں۔ بزرگان دین کو اس طرح بڑھاتا اور اوصاف الوہیت میں حصہ دار جاننا نہ شرعاً درست ہے اور نہ اہل سنت و جماعت اس کے قائل ہیں۔

حضرت آدم بخوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ سے مصافحے کی سعادت نصیب ہوئی اور حضور ﷺ نے ازراہ لطف فرمایا، ”اور تمہارے عقیدت مندوں کا تم سے مصافحہ کرنا گویا مجھ سے مصافحہ کرنا ہے۔“ میں نے چاہا کہ ساتھیوں پر ظاہر کر دوں۔ مگر خیال آیا کہ بات ظاہر کر دینا ہمارا شیوہ نہیں۔ معاملات کا عقلی رکنا ضروری ہے۔ اچانک محویت طاری ہوگئی اور بے خودی کی حالت میں بے اختیار مجھ سے وہ بات کھلوائی گئی۔ احباب سننے ہی بڑھ چڑھ کر مجھ سے مصافحہ کرنے لگے۔ انہی حضرت آدم بخوری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے آپ سرمد شریف کی طرف جا رہے تھے۔ معرفت کی باتیں کرتے کرتے سورۃ یٰسین

شریف کی عرفانی تفسیر شروع کر دی۔ طالبان حق کی حیرت پر فرمایا ”بارہ! میں اللہ کے حکم کے بغیر اپنی طرف سے کسی وقت بھی کوئی کام نہیں کر سکتا۔ میں نے کئی بار کہا ہے اور ایک بار بھر کہتا ہوں کہ مجھے جب بھی کسی بات کے اظہار کا حکم ملتا ہے اسے ظاہر کر دیتا ہوں۔ جب کوئی کام کرنے کا حکم ملتا ہے کر گزرتا ہوں، ورنہ از خود تو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔“

اب آخر میں ایک بات بطور نصیحت پیش ہے کہ جب بندہ زبان سے ذکر کرے یا ظاہری اعضاء سے اطاعت اور عبادت کرے لیکن اس کا دل غیر اللہ کے خیالات اور تفکرات میں مصروف ہو تو وہ ذکر اور عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ قدر وقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اصل نگاہ انسانی دل پر ہے نہ کہ اس کی ظاہری جسم و زبان پر۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نہ تمہاری ظاہری صورتوں اور نہ عملوں کو دیکھتا ہے بلکہ تمہارے دلوں اور نیوؤں کو دیکھتا ہے۔“

اس بندہ عاجز نے یہ چند گزارشات موقعہ کی مناسبت سے پیش کر دی ہیں اللہ تعالیٰ اوامر پر عمل اور نواہی سے بچنے کی توفیق دے۔

حصول خیر و برکت کے لیے صاحبزادہ ابو ظاہر محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ختم شریف تجویز کیا جاتا ہے۔ سگی حضرات جو پڑھنا چاہیں انہیں اجازت ہے مگر آستانہ عالیہ پر دیگر ختمات کے ہمراہ روزانہ اسے معمول رکھیں۔

ازل و آخر درود شریف ۱۰۰۰ بار

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

۵۰۰ بار

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

اہل اسلام کیلئے فکر و عمل دعوتِ برویل

پیرِ طریقت صاحبزادہ ابوالطاهر محمد نقشبند رحمت اللہ علیہ کے جہلم کے موقع پر
غوثِ زمان حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کا
پُر حکمت اور بصیرت افروز مقالہ

صَفِّہ فاؤنڈیشن

عقائد و اعمال کی اصلاح کیلئے بہترین مکتب



صفہ فاؤنڈیشن